جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ جرمنی

# اخبار احمدیہ

مدیر: نعیم احمد گیر

جلد نمبر 8 — ماہ فتح 1381ہش بمطابق دسمبر 2002ء — شمارہ نمبر 12

## مسجد بشارت Osnabrück کی تعمیر مکمل ہوگئی، الحمدللہ

### اس موقع پر ہونیوالی ایک تقریب میں 75 جرمن احباب کی تشریف آوری

### اس تقریب کی مقامی ذرائع ابلاغ میں وسیع پیمانہ پر رپورٹنگ

ریجن Westfalen کی جماعت Osnabrück کے لئے 25 اکتوبر 2002ء کا دن ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اس روز یہاں پہلی مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر ایک شاندار تقریب کا انعقاد ہوا، جس میں نیشنل امیر صاحب جرمنی، مربی انچارج جرمنی، نائب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی، صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور نیشنل عاملہ کے بعض ارکان، Osnabrück شہر کے میئر کے نمائندہ اور مختلف مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ یاد رہے کہ اس مسجد میں افتتاحی نماز آج سے ڈیڑھ سال پہلے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی تھی تاہم اب اس کی تعمیر مکمل ہونے پر اظہار تشکر کی غرض سے یہ تقریب منعقد کی گئی جو مقامی انتظامیہ اور ذرائع ابلاغ کے واسطہ سے ایک وسیع تعارف کا باعث بن گئی، الحمدللہ۔

اس تقریب کا آغاز مکرم امیر جماعت ہائے احمدیہ جرمنی کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم محمد لقمان گوگہ صاحب نے کی اور اس کا جرمن ترجمہ بھی پیش کیا اسکے بعد ناصرات الاحمدیہ Osnabrück نے جرمن زبان میں ترانہ پیش کیا (ساری تعریفیں اللہ کو ہی حاصل ہیں جس نے ہمیں یہ دن دکھایا) اسکے بعد خاکسار نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مسجد کی تعمیر کا مختصر حال بیان کیا اور اس امید کا اظہار کیا کہ آئندہ بھی آپ یوں ہی یہاں آتے رہیں گے۔ اور واضح کیا کہ اس مسجد کے دروازے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہر شخص کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد Osnabrück شہر کے میئر کے نمائندہ جناب Franz Josef Schwak نے مختصر تقریر کی، جس میں انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ یہ مسجد ان کے شہر میں تعمیر ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ اس شہر میں مختلف اقوام کے لوگ مل جل کر پیار اور محبت سے رہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا میں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس تقریب میں شمولیت کی دعوت دی اور پھر اس وسیع القلبی کا مظاہرہ بھی کیا کہ آئندہ بھی مسجد کے دروازے ہمارے لئے کھلے رکھے ہیں۔ اسکے بعد مساجد کی تعمیر کے نگران مکرم سعید گیسلر صاحب ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد نے مختصر تقریر کی جس میں انہوں نے مسجد کی تعمیر کے مراحل کا ذکر کیا اور بتایا کہ مسجد کا زیادہ حصہ وقار عمل سے تعمیر ہوا ہے۔ اس موقع پر مکرم (بقیہ صفحہ ۳ پر)

## جلسہ سالانہ

"اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔"

(شہادۃ القرآن بحوالہ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 394)

## جرمنی بھر میں جماعت احمدیہ نے عید الفطر نہایت عقیدت کے ساتھ منائی

### رمضان المبارک کے دوران خصوصی عبادات اور تربیتی پروگراموں کا اہتمام کیا گیا

مؤرخہ 6 دسمبر 2002ء کو خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرتے ہوئے جماعت احمدیہ جرمنی نے **عید الفطر** نہایت عقیدت سے منائی۔ تقریباً 20 ہزار سے زائد افراد جماعت نے 70 سے زائد مساجد و مراکز نماز کے علاوہ کرائے پر لئے گئے متعدد ہالوں میں نماز عید ادا کی۔ امسال بھی متعدد احباب جماعت اپنے رب کی خصوصی عبادت کیلئے اعتکاف بیٹھے۔ آج کے دن سبھی خوش تھے کہ خدا نے انہیں رمضان کا مبارک مہینہ دیکھنا نصیب کیا، روزے مکمل کرنے اور اسکی غیر معمولی عبادات بجالانے کی توفیق بخشی۔ الحمدللہ۔

جرمنی میں عید کے بڑے بڑے اجتماع فرانکفورٹ، ہمبرگ، گروس گیراؤ، کولون، میونخ اور من ہائم میں ہوئے، جہاں ہزاروں کی تعداد احباب جماعت نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں عید کے چھوٹے چھوٹے اجتماع کاسل، آفن باخ، ڈیٹس باخ، ہائیڈل برگ، ہنوفر، مینسٹر، ڈارم شٹڈ، امن ہاؤزن، ہنڈا، اور فرید برگ میں ہوئے جہاں سینکڑوں کی تعداد میں احباب جمع ہوئے۔ مقامی طور پر ہونے والے چھوٹے اجتماعات ان کے علاوہ ہیں۔

عید سعید کے اس موقع پر سب احباب نے ایک دوسرے کو عید مبارک دی، آپس میں تحائف اور شیرینی بانٹی، بچوں کو عیدی دینے کے ساتھ ساتھ غرباء کو بھی عید کی خوشیوں میں شامل کیا، اس کے علاوہ اپنے نو احمدی بھائیوں کو بھی کثرت سے عید کی خوشیوں میں شامل کیا گیا۔ غیر مسلم جرمن شرفاء کو اس پرمسرت روحانی تقریب سے متعارف کرانے کے لئے عید ملن پارٹیوں کا اہتمام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس عید ہمارے لئے حقیقی خوشیوں کی عید بنائے اور ہم خدا کے فضل و کرم کے وارث بنیں۔ آمین۔

اس سے قبل رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں جرمنی میں جماعت احمدیہ کی مساجد و مراکز نماز میں عبادت گزار بندوں کی رونق رہی۔ احباب اپنے کام کاج کی مصروفیات جن میں اس ماہ یہاں کے ماحول میں دیگر مسلمان اکثریت والے ممالک کی طرح کوئی تبدیلی نہیں واقع ہوتی، کے باوجود جوق در جوق نماز تراویح میں شامل ہوتے رہے۔ حفاظ کرام اور مربیان سلسلہ نے مسجد نور فرینکفرٹ، ناصر باغ، گروس گیراؤ، بیت الرشید ہمبرگ، بیت النصر کولون، بیت المہدی میونخ، بیت الحمد وٹلش، بیت السبوح ہیڈرایش باخ (فرینکفرٹ) اور دیگر نماز سینٹرز میں نماز تراویح میں حسب توفیق قرآن کریم سنایا۔

## سیلاب سے متاثرین کیلئے امدادی اسٹال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ہمیشہ سے یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ انسانیت کی خدمت کیلئے ہمیشہ سب سے بڑھ کر خود کو پیش کرتی ہے۔ پچھلے دنوں جرمنی کے مشرقی حصہ میں سیلاب نے بہت تباہی مچائی تھی جس کی وجہ سے بہت نقصانات ہوئے۔ بہت سے لوگ اس سیلاب سے متاثر ہوئے۔ چنانچہ ان لوگوں کی امداد کیلئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت لمبرگ (Limburg) نے مورخہ ستمبر بروز ہفتہ لمبرگ شہر کے وسط بازار میں ایک امدادی اسٹال لگایا۔ تمام احباب جماعت لمبرگ نے اس میں بھرپور حصہ لیا اور اپنی اپنی ذمہ داری کے مطابق چیزیں تیار کر کے اسٹال کیلئے بھجوائیں۔ یہ سٹال پاکستانی کھانوں کا تھا۔ اسٹال پر پلاؤ، سموسے، پکوڑے، کیک، جلیبیاں وغیرہ رکھی گئیں۔ اسٹال کے چاروں اطراف لکھ کر لگا دیا گیا "سیلاب سے متاثرین کی امداد کے لئے"۔ اس کے علاوہ لوگوں کو بتایا گیا کہ اس اسٹال سے اکٹھی ہونے والی رقم سیلاب زدگان کیلئے دی جائے گی۔ لوگوں نے اس بات کو بہت پسند کیا۔ یہ اسٹال صبح 9 بجے تا شام ۵ بجے تک لگایا گیا۔ اور شام تک کل ۳۱۴ Euro رقم اکٹھی ہوئی۔ اس طرح برگر ماسٹر سے وقت لے کر جماعت احمدیہ کے تعارف کے ساتھ رقم حوالے کردی گئی۔ برگر ماسٹر لمبرگ صاحب نے اس طرح امدادی اسٹال لگانے کے نیک خیال کو بہت پسند کیا اور جماعت احمدیہ کی تعریف کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ کوشش قبول فرمائے اور اسٹال پر ڈیوٹی دینے والے افراد کو بہترین جزا دے۔ آمین۔

## کوبلنز میں مسجد طاہر کی تقریب سنگِ بنیاد

مؤرخہ 4 رمضان المبارک، 9 نومبر 2002ء بروز ہفتہ کوبلنز شہر میں مکرم نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے مسجد طاہر کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں علاقے کے احباب کے علاوہ مرکزی مجلس عاملہ کے اراکین و مربیان سلسلہ عالیہ احمدیہ و ریجنل امراء اور دیگر عہدیداران نے شرکت کی جنکی مجموعی تعداد تقریباً 350 تھی۔ مکرم امیر صاحب نے بنیاد میں وہ اینٹ رکھی جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی گئی تھی۔ اسکے بعد مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب ریجنل مربی سلسلہ رائن موزل، مکرم داؤد احمد کاہلوں صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی، مکرم مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، خاکسار شیخ قمر محمود ریجنل امیر رائن موزل، مکرم محمد عالم صاحب ریجنل قائد خدام الاحمدیہ، مکرم چوہدری منور احمد خالد صاحب ریجنل ناظم انصاراللہ، محترمہ منور ناصرہ واگس ہاؤزر صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی، مکرمہ فوزیہ ارشد صاحبہ ریجنل صدر لجنہ اماء اللہ، مکرم شیخ مظفر محمود صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کوبلنز اور محترمہ بشریٰ ریاض صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کوبلنز نے بنیاد میں اینٹیں رکھیں۔ مسجد کے پلاٹ کا کل رقبہ 2400 مربع میٹر ہے۔ یہ مسجد جرمنی میں "سو مساجد سکیم" کی چھٹی مسجد ہے اور انشاء اللہ روائتی وقار عمل کے ذریعہ تعمیر کی جائے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر خیر و برکت کا موجب بنائے، نیز اللہ کا یہ گھر اس کے عبادت گزار بندوں سے بھر جائے، آمین۔

شیخ قمر محمود، ریجنل امیر رائن موزل

## جرمنی میں آنے والے حالیہ سیلاب کے دوران احمدی نوجوانوں کی خدمات

گذشتہ شمارہ میں جرمنی میں آنیوالے سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی امداد کے سلسلے میں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور ادارہ "Humanity First" کے رضاکاروں کی خدمات سے متعلق جرمن رسالہ Spiegel کے نامہ نگار نے جو رپورٹ شائع کی اس کا خلاصہ پیش کیا گیا تھا، اس شمارہ میں اس کا بقیہ حصہ کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

رسالہ Spiegel کے نامہ نگار نے ہمارے رضاکاروں کی ان تھک کوششوں کو سراہتے ہوئے انہیں جس رنگ میں خراج تحسین پیش کیا اس کے ساتھ ان کی دیگر ممالک میں بجا لانے والی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "Humanity First" نامی تنظیم کے رضاکاروں کو اس کی بدولت کافی تجربہ ہو چکا ہے، کیونکہ وہ صرف جرمنی میں ہی نہیں بلکہ گزشتہ سالوں میں ترکی، بھارت، اور جاپان میں زلزلوں کی زد میں آنے ہوئے مصیبت زدگان کی بھی امداد کر چکے ہیں۔ اسی طرح اس اسلامی رفاہی تنظیم کے مستعد کارکنان برّاعظم افریقہ میں بھی بالخصوص ایتھوپیا کے قحط زدہ لوگوں اور سیرالیون کی خانہ جنگی کا شکار ہونے والے عوام نیز موزمبیق کے سیلاب زدگان کی امداد کیلئے بھی پہنچتے رہے۔ اس ادارے کے ایک منتظم اعلیٰ منصور احمد نے ہمیں بتایا کہ اسی تجربہ کی بدولت قصبہ "پرشین" میں کام کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا، بلکہ یہاں تو حب الوطنی کا عنصر بھی شامل حال تھا۔ ہم یہاں کے باشندوں کو اپنا ہم وطن سمجھ کر ان کی مدد کو آئے ہیں۔ ان کی یہ بات اس لحاظ سے بالکل درست ہے کہ بہت سے پاکستانی احمدی جرمن قوم کا حصہ بن چکے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ارکان (بقیہ صفحہ ۳ پر)

### اس شمارہ میں

مسجد بشارت Osnabrück کا افتتاح
جرمنی میں آنے والے حالیہ سیلاب اور امدادی سرگرمیاں
☆ جلسہ سالانہ اور آب خورے
☆ اجلاسات و اجتماعات واقفین نو
☆ ایک انوکھا بینک ... اور بہت کچھ

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

# جلسہ سالانہ اور آب خورے

ہم نے جس بستی میں آنکھ کھولی وہ عجیب بستی تھی۔ آبادی تھوڑی تھی مگر مہمانوں کا آنا جانا بہت تھا۔ جاپان کے شہر اوساکا کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اسکی آبادی دن میں ایک کروڑ اور رات میں پانچ لاکھ ہوتی ہے یعنی اس شہر کی دن کی آبادی میں یعنی عارضی طور پر سفر کر کے آنے والوں میں اور مستقل قیام کرنے والوں میں ایک اور بیس کا تناسب ہوتا ہے۔ لوگ تیز رفتار گاڑیوں سے آتے اور اپنا کام کر کے اپنے اپنے ٹھکانے پر واپس چلے جاتے ہیں۔ ہم جس بستی کا ذکر کر رہے ہیں اس میں لوگوں کا آنا جانا بھی اسی حساب سے ہوتا تھا اور مہمانوں اور مقیموں میں ایک اور بیس کا تناسب تھا۔ وہاں یہ تناسب سال بھر قائم رہتا تھا۔ سال کے آخری مہینے میں تو مہمانوں کا وہ اژدھام ہوتا کہ سکونت کی سہولتیں ہر سال کم پڑ جاتیں اور مکینوں کو وسیع مکانات کا اہتمام کرنا پڑتا۔ وجہ یہ تھی کہ اس بستی میں سال کے سال ایک جلسہ سالانہ ہوتا تھا جس میں لوگ دور دور سے شرکت کیلئے آتے تھے۔ دسمبر کا مہینہ پنجاب میں خاصی سردی کا مہینہ ہوتا ہے، اس لئے مہمان آتے تو اپنا بستر ہمراہ لے کر آتے۔ جلسہ کے منتظمین ان کے سونے، لیٹنے کیلئے پرالی کا فرش بچھا دیتے اور وہ لوگ اسی پر سکڑ سمٹ کر آرام پاتے۔ دن کو جلسہ میں شرکت کرتے، رات کو چین کی نیند سوتے۔ چھوٹے بڑے فرش پر گن کر ہو کر سوتے۔ کھانے کیلئے بھی برتن کہاں سے آتے؟ منتظمین مٹی کے عارضی برتن بنوا رکھتے۔ پیالے جن میں سالن ڈالا جاتا اور آبخورے جن میں پانی پیا جاتا۔ مدتوں بعد یورپ میں ایک یورپی بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ایک چیز سینت سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔ کہنے لگے ایک نادر چیز دکھاؤں؟ تبرک ہے۔ دیکھا تو مٹی کا ایک آب خورہ تھا۔ کہنے لگے جب میں پہلی بار جلسہ پر 1944 میں گیا تھا تو نشانی اور تبرک کے لئے لے آیا تھا۔ ہم نے بھی اس آبخورہ کو اٹھایا، اس میں سے وطن کی مٹی کی خوشبو آئی۔ اگرچہ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں پانی پیتے ہوئے وہ ٹھنڈک اور تازگی محسوس نہ ہوئی جو وہاں جلسہ کے آب خوروں سے مخصوص تھی مگر یہی کیا کم تھا کہ وطن کی مٹی تھی اور جانے اس ارض مقدس کے کس "حسن کوزہ گر" نے اس کو بنایا تھا۔ بعض چیزیں کس طرح نایاب ہو جاتی ہیں اور ان کی قدر و قیمت وقت گذرنے کے بعد متعین ہوتی ہے۔ آب خورے تو عارضی ضرورت کے تحت بنائے جاتے تھے۔ لیکن اس یورپی دوست کی عقیدت نے اس عارضی چیز کو ایک دوام دے دیا۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی چھوٹی نہیں رہتیں، بڑی ہو جاتی ہیں۔ ہمیں یاد ہے جلسہ ختم ہوتا تو ہم بچے ان آبخوروں کو اٹھا کر زمین پر پٹختے اور ان سے کھیلتے پھرتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ ان کا مصرف ختم ہو چکا، اب اگلے برس نئے آب خورے بنیں گے۔ ہمیں بچپن سے ہی جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانوں کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ چھوٹے تھے تو صرف پانی پلانے کی خدمت ملتی۔ اسلئے جلسہ سالانہ کے ساتھ ہمارا تعلق آب خوروں کی وجہ سے قائم تھا۔ ذرا بڑے ہوئے تو کھانا پیش کرنے کی خدمت ملنے لگی۔ پیش کرنا کیا؟ ہوتا یہ تھا کہ بالٹی میں سالن اٹھا کر زمین پر بیٹھے ہوئے مہمانوں کی قطار تک پہنچتے اور باری باری ہر ایک کے مٹی کے پیالے میں سالن یا دال جو کچھ بھی ہوتا وہ حصہ رسدی ڈالتے جاتے۔ ختم ہو جاتا تو اور مزید کی ضرورت ہوتی تو مہمان پیار سے آواز دیتے کہ بیٹا سالن چاہیے۔ اس خدمت میں اتنا لطف آتا کہ اب تک اس خدمت کو ترستے ہیں۔ روٹیاں تنوروں میں پکتیں اور مہمانوں تک گرما گرم پہنچائی جاتیں۔ لنگر خانہ سے مہمانوں کی فرودگاہوں تک انہیں کیسے لایا جاتا تھا؟ ہمیں اس کے بارہ میں اتنا ہی پتہ ہے کہ ٹوکروں کے ٹوکرے خدام سروں پر اٹھا کر لاتے اور فرودگاہوں کے پاس لا کر رکھ دیتے۔ وہاں سے ہم لوگ جو خورد سال تھے، روٹیاں اٹھا اٹھا کر اندر تہ در تہ لگا دیتے اور کھانے کے وقت مہمانوں میں تقسیم کرتے۔ کچھ بچے روٹی تقسیم کرتے کچھ سالن۔ جو بہت چھوٹے ہوتے انہیں پانی پلانے کی ڈیوٹی سونپی جاتی۔

جلسہ سالانہ سے بہت پہلے محلوں میں انتظامات شروع ہو جاتے کہ کون کتنے مہمان اپنے گھر میں ٹھہرا سکتا ہے؟ لوگ باگ بڑے اخلاص کے ساتھ مہمانوں کیلئے اپنے گھروں کو پیش کرتے اور مرکزی تنظیم والوں کو مطلع کر دیتے کہ ہمارے ہاں اتنے کمرے ہیں اور ہم ان کمروں میں سے اتنے کمرے مہمانوں کی خدمت کیلئے پیش کر سکتے ہیں۔ ہمارے اپنے گھر کا عالم یہ تھا کہ ایک بڑا کمرہ تھا اور ایک چھوٹا سا کوٹھڑی نما کمرہ۔ ساتھ میں ایک چھپر سا تھا جسے باورچی خانہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ بعد میں سڑک کے رخ ایک کمرہ اور بن گیا تھا جسے ہم لوگ بیٹھک کہتے تھے۔ اس میں ہمارے چچا رفیق حیات صاحب کی لکھی ہوئی ایک وصلی الیس اللہ بکاف عبدہ، تقسیم ملک اور ہماری ہجرت کے بعد تک پڑی تھی۔ اس ڈھائی کمرہ والے مکان میں اللہ کے فضل سے ہم، ہمارے امی ابا، ہمارے پھوپھا پھوپھی جی، بھائی جان محمد احمد، ہمارے دادا دادی سب کی سمائی رہتی تھی۔ جلسہ کیلئے سب لوگ ایک بڑے کمرہ میں سمٹ جاتے۔ بیٹھک ان مہمانوں کیلئے وقف کر دی جاتی جو جماعت کے انتظام کے تحت ہمارے ہاں قیام کیلئے آتے تھے۔ ہمیں یاد ہے مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کا خاندان ہمارا مہمان ہوتا تھا۔ پھر بابا برکت علی صاحب برما والے بھی آتے رہے۔ یہ مہمان ان مہمانوں کے علاوہ ہوتے تھے جو جلسہ کے موقع پر چنگا بنگیال اور راولپنڈی کے اور علاقوں سے ہمارے تشریف لاتے۔ بھائی فیض عالم خان چنگوی صاحب، بھائی ہدایت اللہ بنگوی صاحب یہ سب لوگ اپنے اپنے خاندانوں سمیت آتے اور جلسہ کے دنوں میں خوب رونق رہتی۔ جلسہ گاہ ہمارے گھر سے بالکل قریب پڑتی تھی۔ تعلیم الاسلام کالج کے میدان میں اینٹوں سے عارضی سٹیڈیم سا بنایا جاتا اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دو دو تین سیڑھیوں والے پشتے بنائے جاتے اور ان پر لکڑی کے بڑے بڑے شہتیر رکھ کر بیٹھنے کی جگہ بنا دی جاتی۔ وہ زمانہ تھا کہ لاؤڈ سپیکر نئے نئے آئے تھے اس لئے ان کا انتظام بھی ہوتا تھا۔ مگر جلسہ گاہ اس طرح بنائی جاتی تھی کہ لاؤڈ سپیکر کے بغیر بھی آواز سب لوگوں تک پہنچ جائے۔ اس زمانہ میں پچاس ساٹھ ہزار آدمیوں تک آواز پہچانا بڑا کارنامہ سمجھا جاتا تھا۔ اب وہ دن آ گئے ہیں کہ پانچوں براعظموں میں بیک وقت، امامِ وقت کی آواز نشر ہوتی اور پہنچتی ہے۔

اوپر جن بابا جی برکت علی صاحب کا ذکر ہوا یہ برما کے رہنے والے تھے اور ہمارے ابا جب برما میں مبلغ تھے تو ان کی تبلیغ سے احمدی ہوئے تھے۔ ابا جی بتایا کرتے تھے کہ میں ان سے بہتیرا کہتا کہ امام مہدی کے آنے کے تمام نشان ظاہر ہو چکے مگر ان کی تسلی نہیں ہوتی تھی۔ وہ ہر نشان کو ظاہر میں پورا ہوتا دیکھنا چاہتے تھے کہ ہاتھ اور کان گز گز بھر کے ہو جائیں گے۔ جو کچھ انہوں نے اپنے علماء سے سنا ہوا تھا انہیں بہ صورتِ ظاہر نظر نہیں آتا تھا۔ ابا کہتے ہیں ایک بار وہ رنگون سے کوئی دو تین سو میل کے فاصلہ پر واقع کسی شہر غالباً مانڈلے گئے۔ ابا جی کو اللہ تعالیٰ نے تدبیر سمجھائی۔ آپ نے انہیں فون کیا اور کہا بابا جی میں رنگون سے بات کر رہا ہوں اور صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے کان اتنے لمبے ہو گئے ہیں کہ آپ تین سو میل سے میری بات سن رہے ہیں۔ اتنا کہ کر فون بند کر دیا۔ بابا جی نے واپس آتے ہی ابا جی کو بلا بھیجا اور بیعت کر لی۔ یہ بڑا مخلص خاندان تھا۔ پھر تو ان کے بیٹے محمود صاحب ہماری ایک منہ بولی بہن آپا عزیزہ سے بیاہے گئے۔ (یہ آپا عزیزہ عزیزم مبارک احمد عابد کی خوش دامن ہیں) بابا جی برکت علی برمی کا خاندان جلسہ کے ناطے سے ہمارے ساتھ متعارف ہوا۔ اسی طرح مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کا خاندان اسی ناطہ سے ہمارا مہمان ہوا۔ ان کے قبلہ والد صاحب غالباً عبدالحکیم ان کا اسمِ گرامی تھا، پہلی بار جلسہ کے انتظام کے تحت ہمارے ہاں قیام کیلئے تشریف لائے تھے۔ مہمانداری کا وہ سلسلہ عمر بھر کی شناسائی اور دوستی میں بدل گیا۔ ربوہ میں بھی بھائی مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب شروع شروع میں ہمارے ہاں ہی قیام فرماتے رہے۔ یہ برکتیں جلسہ کے ساتھ مختص تھیں۔ اب دوسرے ممالک میں ان کا ایک ادنیٰ سا نمونہ تو نظر آ جاتا ہے مگر وہ رونقیں کہاں سے لوٹ کر آئیں؟ ہر ملک میں جلسہ ہونے لگتا ہے تو وہاں کے امیر جماعت، دوستوں سے کہتے ہیں کہ باہر سے آنے والے مہمانوں کیلئے اپنے اپنے مکانوں میں جگہ پیش کریں۔ لوگ کرتے ہوں گے اس طرح نئی اخوتیں اور نئے تعلقات جنم لیتے ہوں گے۔ جو پہلے سے موجود احمدیت کے رشتہ میں مزید استواری کا موجب بنتے ہوں گے۔ اب تو جماعت اللہ کے فضل سے اتنی بڑھ گئی ہے کہ ہر ملک میں ایک ایک خاندان کے کئی کئی جاننے والے اس ملک کے مرکز میں موجود ہوتے ہیں۔ مگر دو برس پہلے جرمنی میں جو نظارہ دیکھنے میں آیا وہ بھی عجیب نظارہ تھا۔ کم و بیش پچاس ہزار آدمی جلسہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ فرینکفرٹ، من ہائم اور ہائیڈل برگ کی اپنی آبادی تو اسقدر نہیں کہ اتنے مہمانوں کو فرودگاہیں فراہم کر سکتی مگر لوگ سما گئے اور کوئی دقت ہوئی ہو تو ہوئی ہو کم از کم رہائش کی کوئی دقت نہیں ہوئی نہ کھانا فراہم کرنے میں کوئی دشواری ہوئی۔ ہم نے ایک جرمن دوست کو بتایا کہ مہمان داری کی روایت ہماری جماعت کی دیرینہ روایت ہے۔ وہ کہنے لگے، روایت اپنی جگہ مگر زمینی حقائق اپنی جگہ، آخر اتنے لوگوں کی سمائی گھروں میں کہاں سے ہو گئی ہو گی؟ وہ جرمنی گئے تو واپس آ کر بتایا کہ انہوں نے وہاں کئی ایسے لوگوں سے گفتگو کی ہے جن کے گھروں میں اجنبی مہمان ٹھہرائے گئے تھے اور ان خاندانوں نے بطیبِ خاطر ان کی مہمان داری کا فریضہ سرانجام دیا۔ ہماری بستی تو خیر چھوٹی تھی، ٹرانسپورٹ کا کوئی مسئلہ نہیں تھا مگر ان ملکوں میں تو ٹرانسپورٹ کا بڑا مسئلہ ہے۔ جرمنی میں جلسہ گاہ من ہائم کی مئی مارکیٹ میں بنتی ہے جو فرینکفرٹ سے 90 کلومیٹر ہے۔ مرکز فرینکفرٹ ہے مگر لوگ دور دراز سے وہاں وقت پر پہنچتے ہیں (اگرچہ ہم جیسے کوتاہ قدم لوگ بعض تقریریں نہ سننا چاہیں تو دیر سے پہنچنے کا بہانہ کر دیتے ہیں۔ کہاں کی کوتاہ قدمی؟ خوئے بد را بہانہ بسیار) جو لوگ جلسہ پر پہنچ جاتے ہیں ان کو پھر سارا وقت وہیں گذارنا ہوتا ہے۔ اس لئے منتظمین کو دن بھر کی مصروفیت کا اہتمام رکھنا پڑتا ہے۔ جلسہ سننا، کھانا کھانا، نمازیں پڑھنیں، دوستوں بزرگوں سے میل ملاقات کی کہ سال بھر کے بعد دوستوں سے یکجا ہونے کا موقع بھی ایک بار ہی آتا ہے۔ لندن میں بھی یہی عالم ہے، کہاں مرکز اور کہاں ٹلفورڈ، اسلام آباد؟ غالباً اتنا ہی فاصلہ ہے۔ اسلم صابر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے بہتیرا چاہا کہ انہیں بہلا پھسلا کر اپنے ساتھ لندن لے جائیں مگر وہ کہنے لگے کہ جلسہ کی بیرکوں میں ٹھہرنے کا جو مزہ ہے وہ گھر کے آرام میں کہاں؟ اس لئے ہماری خواہش کے باوجود وہ راضی نہ ہوئے۔ جلسہ کے بعد البتہ ہم انہیں لندن کی گلی کوچوں میں لئے پھرے اور ہم تواضع بھی اتنی ہی کر سکتے تھے۔ کیونکہ ہم خود سویڈن سے مہمان کے طور پر گئے ہوئے تھے۔

امریکہ کا جلسہ دیکھا۔ وہی عالم تھا، لنگر جاری تھا، لوگوں کی رہائش البتہ ہوٹلوں میں تھی۔ ہم تو فدا صاحب کے ہاں متمکن تھے مگر باقی دوستوں سے پوچھا۔ اس نے ہمیں کہا فلاں ہوٹل میں ہوں فلاں موٹل میں ہوں۔ دراصل واشنگٹن میں مسجد کے آس پاس رہنے والے اتنے احمدی لوگ ہیں ہی نہیں جو اپنے مکان پیش کر سکیں۔ اگر دور دور ٹھہرنا ہے تو کیوں نہ قریب کے ہوٹلوں میں ڈیرہ لگایا جائے اور اس میں جماعت اپنا حصہ ادا کرتی تھی تاکہ جماعت کی میزبانی کا فرض ادا ہوتا رہے۔ ہمیں وثوق سے علم تو نہیں غالباً ہوٹل والے بھی جلسہ کے مہمانوں کیلئے خصوصی رعایت کا اعلان کرتے ہیں۔ اپنی جماعت کا خط دکھایئے وہ آپ کو رعایتی نرخ پر رہائش مہیا کریں گے۔ دوسری ریاستوں سے آنے والے بھی کرتے ہیں اور اسی میں آسائش ہے۔ کینیڈا میں ہم نے دیکھا کہ لوگ گھروں میں ٹھہرتے ہیں مگر جو لوگ زیادہ دور ٹھہرنا چاہیں وہ ہوٹلوں میں جگہ بنا لیتے ہیں۔ اب کے جلسہ انٹرنیشنل سینٹر میں تھا جو کہ احمدی لوگوں کی رہائش گاہوں سے دور ایک جگہ ہے۔ اس کے قریب قریب ٹھہرنے کی جگہ ملنی مشکل تھی۔ ہمارے دوست مرزا انس احمد صاحب بھی کوئی ایک گھنٹے کی مسافت پر اپنی بیٹی کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ البتہ ڈاکٹر عنایت اللہ منگلہ صاحب قریب کے ایک ہوٹل میں تھے کہ مبادا دیر ہو جائے اور جلسہ کی تقریر کا موقع ہاتھ سے نکل جائے۔ انتظامات خوب تھے بلکہ لوگ اس جلسہ گاہ پر اتنے خوش ہوئے کہ یک آواز امیر صاحب سے کہا کہ اگلے برس بھی یہی جگہ ریزرو کروا لیں۔ گرمی سے آسائش رہتی ہے اور دیگر ضروریات بھی بطریق احسن مہیا ہیں۔ یہ سب کچھ ہے مگر ہم سوچتے ہیں یہ لوگ کھانا کھلانے کیلئے جو کاغذ کے گلاس اور پلیٹیں مہیا کرتے ہیں، ان میں اور ہمارے آبخوروں اور پیالوں میں کتنا فرق ہے۔ کاغذ میں مٹی کی خوشبو تو نہیں پیدا ہو سکتی؟ ہمیں ہمارے آب خورے ہی یاد آتے رہے اور جس جلسہ پر جائیں وہاں انہیں کو یاد کرتے ہیں۔ مٹی کی کشش ہے یا جلسہ کی برکت ہے کیا ہے؟ آپ جو چاہیں علاج دردِ دل کرتے رہیں، ہم پرانوں کو وہی نسخہ پرانا چاہیے۔

# جرمنی کے شب و روز

## جرمنی میں پردے کا قانون

مذہبی بنیاد پر اسکارف باندھ کر کام پر آنے والی خاتون کو اس بنیاد پر کام سے نکالا نہیں جاسکتا۔ یہ فیصلہ حال ہی میں جرمنی کی ایک عدالت نے جمعرات کو کیا، جب ایک ۳۲ سالہ ترک خاتون کو اس کے افسر نے کام سے صرف اس وجہ سے نکال دیا تھا کہ وہ خاتون کام پر اسکارف باندھ کر آنا چاہتی تھی۔ ۱۹۹۹ء میں اس خاتون کو اس وجہ سے نکال دیا گیا تھا جس پر ترک نژاد خاتون نے افسر کے اس فیصلہ کے خلاف عدالت سے رجوع کیا۔ جج فریڈہلم روسٹ نے فیصلہ کرتے ہوئے بتایا کہ مذہبی آزادی کا حق اس حق سے زیادہ ہے جس سے ایک فرم کام کرتی ہے۔ اسی طرح کا ایک اور مقدمہ صوبہ باڈن ورٹم برگ میں ایک مسلمان استانی نے کیا تھا جب اسے سکول کی طرف سے اسکارف باندھ کر تعلیم دینے سے منع کر دیا گیا تھا کہ اسکارف باندھ کر تعلیم دینے سے طالبعلموں پر اسلامی تعلیم اثر انداز ہوسکتی ہے۔ جبکہ حکومت کے سکولوں میں متوازن (Neutral) تعلیم دی جاتی ہے۔ اب اس مقدمے کا فیصلہ جرمنی کی اعلیٰ آئینی عدالت کرے گی۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

## جرمنی کے انتخابات

پندرھویں قومی اسمبلی کے انتخابات میں چھ بڑی پارٹیوں کے علاوہ جرمنی بھر سے ۲۳ کے قریب چھوٹی پارٹیوں نے بھی حصہ لیا ہے۔ انتخابی فارم کے اوپر اپنے آپ کو درج کروانے کیلئے کسی بھی پارٹی کو کم از کم ۲۰۰۰ لوگوں کے دستخطوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ یہ پارٹی علاقے میں رہنے والے لوگوں کی نمائندگی کرسکتی ہے۔ کسی بھی پارٹی کے براہ راست امیدوار کیلئے کم از کم ۲۰۰ دستخطوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو پارٹی بھی 0.5 فیصد کے قریب ووٹ حاصل کرلے وہی قومی اسمبلی میں جاسکتی ہے اور اسکو حکومت کی طرف سے مالی مدد بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ جسے وہ بعد میں دعویٰ دائر کر کے حاصل کرسکتی ہے۔ اس طرح سے ایک ووٹ کی قیمت ۸۵، ایورو بنتی ہے جو کسی پارٹی کو ملا ہو۔ سب سے کم کارکنان Kommunistische Arbeiter Party کے ہیں، جنکی کل تعداد صرف ۱۶۱ ہے۔

جرمنی میں حالیہ قومی اسمبلی کے انتخابات میں سب سے زیادہ ووٹوں کی کمی کا نقصان پی ڈی ایس پارٹی کو ہوا۔ مغربی حصہ میں تو یہ پارٹی پہلے بھی مقبول نہ تھی اب سابقہ مشرقی حصّہ میں بھی اس کی ساکھ کو دھچکا لگا ہے۔ پچھلے انتخابات میں اس نے مشرقی بلاک سے 0.5 فیصد سے زائد ووٹ حاصل کر کے قومی اسمبلی کی نشستوں پر اپنے علاقوں کی نمائندگی کی تھی مگر اس بار یہ پارٹی 0.5 فیصد ووٹ بھی حاصل نہ کرسکی اور یوں اپنی مقبولیت جو اسے مشرقی حصّہ میں حاصل تھی وہ بھی گنوادی۔

جرمنی بھر میں حالیہ قومی اسمبلی کے انتخابات میں جو پارٹی ابھر کر توقع سے زائد ووٹ حاصل کرسکی ہے وہ گرین پارٹی ہے جس نے تیسری بڑی پارٹی ہونے کا اعزاز حاصل کر کے SPD کے ساتھ شراکت میں ایک بار پھر حکومت بنائی ہے۔ مغربی حصہ جرمنی میں نوجوان ووٹروں میں یہ پارٹی اپنے منشور کی وجہ سے کافی مقبول رہی اور سب سے زیادہ نوجوانوں کے ووٹ حاصل کئے۔ مشرقی حصہ جرمنی میں نوجوانوں نے پی ڈی ایس پارٹی کی بجائے ایس پی ڈی کو زیادہ چاہا اور ووٹ دیئے۔ فیصد کے لحاظ سے بڑی پارٹیاں یوں رہیں۔ ایس پی ڈی کو ۳۸،۵ فیصد ووٹ ملے، اسی طرح سی ڈی یو، سی ایس یو کو بھی ۳۸،۵ فیصد، گرین پارٹی کو ۸،۹ فیصد اور ایف ڈی پی کو ۷،۴ فیصد ووٹ ملے۔ اسکے علاوہ چھوٹی پارٹیاں کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کرسکیں۔

پی ڈی ایس اور این پی ڈی کو ۵،۰ فیصد ووٹ بھی حاصل نہ ہوسکے اور یوں یہ پارٹیاں قومی اسمبلی کی نشستوں پر بھی نہ بیٹھ سکیں۔ قومی اسمبلی کی ۶۰۵ نشستوں کی تقسیم یوں رہی۔ کسی بھی پارٹی کو حکومت بنانے کیلئے ۳۰۲ نشستیں درکار تھیں۔ SPD کو ۲۵۶، CDU/CSU کو ۲۴۷، گرین پارٹی کو ۵۲، اور FDP پارٹی کو ۴۷ نشستیں ملیں۔ باقی ۱۳ نشستیں مختلف دوسری پارٹیوں اور امیدواروں نے حاصل کیں۔ اس طرح حکومت بنانے کیلئے ایس پی ڈی اور گرین نے مل کر مجموعی طور پر ۳۰۸ نشستیں حاصل کر لیں۔ حزب اختلاف یا اپوزیشن بھی اس مرتبہ کافی مضبوط ہے اور ۲۹۴ نشستوں پر بیٹھے گی۔ باقی نشستوں والے اپنی اپنی سوچ کی نمائندگی کریں گے۔ (ترتیب وتحقیق یونس بلوچ)

### بقیہ سیلاب اور امدادی سرگرمیاں

کی کم تعداد اور معمولی چندوں کے باوجود اتنا بڑا کام کر دکھانا دراصل اس وجہ سے ہے کہ ہمارے نوجوان اپنی خدمات بالکل رضاکارانہ طور پر بلا معاوضہ پیش کرتے ہیں۔ جہاں تک تنظیم کے اپنے اندرونی اخراجات کا تعلق ہے تو وہ کل آمد کا ایک فیصد سے بھی کم ہیں۔ مگر ''پریٹین'' کے رہنے والے ''جناب ارہارڈ'' کی اس رفاہی تنظیم میں دلچسپی کی بالکل اور وجہ ہے۔ اُن کی نگاہوں کے سامنے ابھی تک اُن دکھائی دینے والے مددگار اجنبی فرشتوں کے چہرے رقص کر رہے ہیں جب وہ گھر کے تہ خانے سے پانی نکالنے میں اُس کے داماد کی مدد کر رہے تھے۔ اھالیانِ پریٹین کو اگلے اتوار اس تنظیم کا شکرگزار ہونے کا ایک اور موقع ملنے والا ہے۔ اس دن ایک پاکستانی نژاد جرمن فرم کا مالک ان کیلئے ایک بہت بڑا امدادی تحفہ پیش کرنے والا ہے جو ۵۶۵۷ کوٹوں اور تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) پتلونوں، فراکوں اور قمیضوں پر مشتمل ہوگا جس کی مالیت تقریباً دو لاکھ Euro بنتی ہے۔ یہ تمام اشیاء نئی ہوں گی۔ مگر جناب ارہارڈ اس وجہ سے غمگین بھی نظر آتے ہیں کہ جناب راشد نواز اُسی دن اپنے گھروں کو واپس جارہے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ ہمارے قصبہ (پریٹین) جس کے ۷۰۰ گھروں میں سے ۶۰۰ گھر دریائے ایلبے کے سیلابی پانی میں غرق ہو گئے تھے، ان لوگوں کو اس امدادی کام کی وقعت کا شدت سے احساس اُس وقت ہوگا جب یہ کارکن اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں گے۔ اُن کی رائے میں اگر آئندہ کسی وقت پاکستان میں اس قسم کی تباہی آئی تو ہم کو بھی اس خدمت کا بدلہ چکانا چاہیے بلکہ آپ لوگ اُس وقت دیکھیں گے کہ ہمارے اس چھوٹے سے قصبہ کی امدادی رقم جرمنی کے دیگر بڑے شہروں کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہوگی اور مجھے یقین ہے کہ ہم بھی ان کی مدد کے لئے ایشیا کا رُخ کریں گے۔

(تاریدو ترتیب، فضل الٰہی انوری صاحب)

### بقیہ مسجد بشارت میں تقریب

فضل محمود صاحب باجوہ، مکرم فضل احمد صاحب شاکر، مکرم خالد انجم خان صاحب، مکرم عبدالعزیز صاحب، مکرم محمد احسن صاحب، مکرم رانا عرفان احمد صاحب، مکرم عبدالرحمان صاحب کو سندات خوشنودی بھی دی گئیں، ان احباب نے مسجد میں تین ماہ سے زائد عرصہ تک وقار عمل کر کے ایک نیک مثال قائم کی، اللہ تعالیٰ ان تمام بھائیوں کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔

اس کے بعد نیشنل امیر جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے خطاب کیا جس میں آپ نے قرآنی آیات کے حوالے سے بتایا کہ مساجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہوا کرتی ہیں اس لئے یہ امن کی جگہ ہوا کرتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کے گھر امن کی ضمانت دیتے ہیں اسیطرح اسلام بھی امن کا گہوارہ ہے۔ اللہ کے گھروں میں نہ تو دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے اور نہ ہی اسلام اس کی گنجائش ہے۔ یہاں تو امن، پیار اور محبت کی ہی تعلیم ہے اور اس بات کی ضمانت ہے کہ جو یہاں داخل ہوا، وہ امن میں آ گیا۔ محترمی نیشنل امیر صاحب نے مہمانوں کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کیا اور کھانے کی دعوت دی جس میں تمام مہمان شریک ہوئے۔

اس دن NDR ریڈیو نے بار بار مسجد میں ہونیوالی اس تقریب کی خبر نشر کی اور اس بات کا خصوصیت سے ذکر کیا کہ جماعت احمدیہ اپنے پرامن عقائد کی وجہ سے دنیا میں پہچانی جاتی ہے۔ اسی دن NDR ٹیلیوژن نے بھی اس تقریب کی خبر کو نمایاں جگہ دی۔ تقریباً ایک منٹ کی نشریاتی خبر (جو بار بار نشر ہوتی رہی) میں مسجد کے ارد گرد کا ماحول، لوگوں کا مسجد میں آنا جانا، پورے انہماک سے امام الصلوٰۃ کا خطبہ سننا۔ اسیطرح صدر جماعت احمدیہ Osnabrück مکرم نصیر احمد خان صاحب کا انٹرویو نشر کیا، اور کہا کہ پورے عالم میں پھیلی ہوئی جماعت کا مقصد دنیا میں اسلام کی پرامن تعلیم کا پھیلانا ہے اور ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں،، اس کا ماٹو ہے۔ علاقہ کے معروف اخبارات نے اپنی شہ سرخیوں میں اس کو جگہ دی۔ چنانچہ ایک اخبار نے یوں سرخی جمائی۔

مسجد کی تعمیر میں بہت سے لوگوں نے حصہ لیا، Atterstr پر جماعت احمدیہ نے اپنی نئی مسجد تعمیر کی ہے۔ ''اسلام کہتا ہے جو اللہ کے لئے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے ویسا ہی گھر بنائے گا۔ Osnabrück اور اس کے گردونواح میں پھیلے ہوئے 130 ارکانِ جماعت احمدیہ کے لئے مسجد کی تکمیل دوہری خوشی کی حامل ہے کہ ان میں سے بہت سوں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا ہے۔ دیوار پر ایک تحریر ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں،، تقریب میں شامل 120 افراد کے لئے نصیحت کے طور پر آویزاں تھی۔ نیشنل امیر جماعت جرمنی نے کہا کہ مسجد میں کسی قسم کا فساد نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس گھر میں اللہ کی عبادت، دعا اور سوچ بچار سے اپنی مسجد کو زندہ رکھا جائے۔ کیونکہ سماجی چیزیں بھی مثلاً مل بیٹھ کر کھانا کھانا، عورتوں، بچوں، مردوں اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے اچھے تعلقات بھی مساجد کی اغراض میں شامل ہیں۔ مقامی جماعت کے پریس سیکرٹری جہاں زیب شاکر نے احمدیہ جماعت کے کثیر القومیتی ہونے پر زور دیا کہ اسلام میں یہ ایک اصلاحی تحریک ہے اور دوسرے مذاہب والوں کی آمد پر انہیں خوشی ہوگی۔ Franz Josef Schwak نے اپنی تقریر میں کہا کہ اہالیان Osnabrück کی بھی سوچ یہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ Osnabrück میں 130 اقوام کے لوگ رہتے ہیں اور Tag der Westfälischen Frieden ہمیں ایسی باتوں کی یاد دلاتا ہے۔ مسجد میں 80qm کا نماز کے لئے سادہ سا سفید ہال ہے۔ مسجد بشارت اتنی حد تک سادہ ضرور ہے کہ نمازی اللہ سے لقا حاصل کرسکیں،،

(Osnabrücker Zeitung 28.10.2002)

اسی طرح ایک دوسرے اخبار نے یوں خبر شائع کی۔

مسجد آپس میں مل بیٹھنے اور امن کی جگہ ہے۔ اسلام کا مطلب امن ہے، یہ اعلان (مکرم) عبداللہ واگس ہاؤزر نے مسجد بشارت میں خطاب کرتے ہوئے کیا، جو احمدی مسلمانوں نے Atterstr. پر بنائی ہے۔ بشارت عربی کا لفظ ہے جس کا مطلب خوشخبری ہے۔ تین سال کے عرصے میں یہ مسجد مکمل ہوئی جس میں بڑی حد تک احمدیوں نے خود کام کیا ہے۔ 80 مربع میٹر مسجد کے ہال میں ایک خوبصورت قالین بچھا ہوا ہے۔ اس تقریب نے ایسا موقع فراہم کر دیا جس میں سیاسی، سماجی، دینی اداروں نے نمائندگی اور ہمسائیوں نے شرکت کی۔ Farnz Josef Schwak نے Oberburgermeister Osnabrück کا پیغام پڑھ کر سنایا کہ ''ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ آپ نے یہاں ایک مسجد بنائی ہے،، Schwak نے چند دن پہلے ہونے والے Tag der Offnen Moschee کی یاد دلائی کہ جس کے ذریعہ گفتگو کا آغاز ہوا۔ صدر جماعت نصیر احمد خان نے کہا کہ جماعت احمدیہ کوئی بند تنظیم نہیں ہے بلکہ ہر انسان کے لئے ایک کھلے دروازے کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں ہر ایک کا خوشی سے استقبال کیا جاتا ہے۔ مسجد آپس میں مل بیٹھنے اور امن کی جگہ ہے۔ Osnabrücker Nachrichten am Sonntag بہت سے مہمانوں نے صدر جماعت احمدیہ Osnabrück اور ریجنل امیر Westfalen کا ذاتی طور پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آج جو تصویر اسلام کی ہمارے سامنے آئی ہے بہت ہی پیاری ہے۔ ایک خاتون یوں مخاطب ہوئیں ''عیسائیت تو فرسودہ اور ناقابل عمل مذہب لگتا ہے، مگر اسلام میں زندگی نظر آتی ہے،، ایک اور دوست کہنے لگے ''آج کی Predigt (عبادت) بہت بھلی لگی،، اسیطرح اور بہت سے جرمن احباب نے اس تقریب کو بہت سراہا اور ہمیں مبارکباد دی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔ اس تقریب میں کیتھولک چرچ، پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈوکس مذہبی تنظیموں کے علاوہ SPD کے نمائندہ جناب Ulrich Sommer بھی شریک ہوئے۔

اسی طرح ان تمام دوستوں کو بھی جنھوں نے یہاں دن رات وقار عمل کیا یا کسی بھی اور رنگ میں مسجد کی خدمت کی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے نوازے اور یہ گھر جن نیک مقاصد کے لئے تعمیر ہوا ہے ان کو اپنے خاص فضل سے پورا فرمائے، آمین ثم آمین۔ MTA کی ٹیم کو بھی اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، جس نے کہ اس موقعہ پر بھرپور ریکارڈنگ کی، آمین۔ (مرتبہ: عبدالمنان ناصر ریجنل امیر ویسٹ فالن)

Vol. 8 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 12
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Germany, Tel.: 069-50688652, Fax: 50688655

## آپ کا نوازش نامہ ملا!

مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ خاکسار کافی عرصہ سے الفضل انٹرنیشنل کی معرفت آپ کا اخبار پڑھنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ جرمنی کی سرگرمیوں کی تفصیلات پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ اس سے تمام احباب سے غائبانہ تعارف حاصل ہوتا رہتا ہے اور ان کیلئے دعا کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت ہائے جرمنی اور عالمگیر جماعت احمدیہ کو ہر قسم کی دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے، آمین۔ میری طرف سے آپ کی تمام ٹیم اور قارئین کو بہت بہت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر ہو سکے تو وقف نو سے متعلق کوئی سلسلہ باقاعدگی سے شروع کر دیں۔ ماشاء اللہ آپ کی ٹیم بہت محنت کر رہی ہے جو نظر آتی ہے۔ آپ سب کو بہت بہت مبارک باد ہو۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

والسلام خاکسار، محمد سلطان ظفر

(سیکرٹری وقف نو واشاعت، معاون احمدیہ گزٹ کینیڈا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مکرم ومحترم ایڈیٹر صاحب اخبار احمدیہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت احمدیہ جرمنی اور تنظیمات کے رسائل، اخبار احمدیہ، خدیجہ، الناصر وگلشن احمد، الفضل انٹرنیشنل کی آغوش میں دنیا بھر میں موجود الفضل انٹرنیشنل کے قارئین تک پہنچ جاتے ہیں اور جرمنی میں مقیم احمدی احباب کی شب و روز کی مصروفیات و دینی سرگرمیوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ اخبار احمدیہ کی طرف سے سلسلہ ''آپکا نوازش نامہ ملا،، کی دعوت عام سے مستفید ہوتے ہوئے چند الفاظ تحریر کر رہا ہوں۔ اللہ کرے کہ اخبار میں جگہ پا جائیں۔

یوں تو اخبار احمدیہ کے تمام سلسلے ہی نہایت مفید اور شاندار ہیں لیکن محترم فضل الٰہی انوری صاحب اور محمد اسماعیل منیر صاحب کے مضامین اخبار کے لیے'' چار چاند لگانے،، کے مترادف ہوتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان بزرگوں کو ریٹائرمنٹ کے بعد اعلیٰ خدمات کا موقع مل رہا ہے اور ہم ناتوانوں کیلئے مشعل راہ مہیا کر رہی ہے۔

مختلف سکولوں وغیرہ میں احمدی بچوں اور بچیوں کے امتیازات اور ان کے اعلیٰ کردار کی رپورٹس بہت مفید اور ایمان افروز ہیں۔ ابھی حال ہی میں جب ستمبر کے اخبار میں شائع شدہ عزیزہ طیبہ مہوش بنت مکرم ماسٹر مظفر احمد صاحب کا پردہ کا واقعہ پڑھا تو اتفاقاً اس وقت یہاں میرے پاس چند نومبائعین نوجوان موجود تھے جو نئے ہونے کی وجہ سے اسلامی پردہ کے متعلق عموماً خاکسار سے سوال کیا کرتے ہیں کہ اس دور میں کیا یہ ناممکن نہیں ہے؟ تو جب خاکسار نے انہیں یہ واقعہ بتایا تو بہت حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں ماننا پڑے گا کہ انشاء اللہ پھر احمدیت یہاں ہمارے ملک میں بھی یہ سب کر دکھانے میں کامیاب ہو گی گو بظاہر بہت مشکل اور ناممکن لگتا ہے۔

ایک تجویز عرض ہے کہ اگر جرمن و دیگر یورپی نومبائعین کے انٹرویوز وقبول احمدیت کے واقعات کا سلسلہ شروع ہو جائے تو نہایت مفید ہوگا۔ اگر مرد نومبائعین کی انٹرویو کے ساتھ تصویر بھی ہو تو اور بھی اچھا ہے۔ اخبار احمدیہ کے توسط سے خاکسار جرمن میں مصروف خدمت تمام مبلغین بھائیوں اور اپنے سب دوست احباب اور جملہ افراد جماعت کو ہدیہ سلام و درخواست دعا پیش کرنا چاہتا ہے۔

والسلام خاکسار

رشید احمد طیب، مبلغ سلسلہ، ساؤتوے، وسطی افریقہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## ایک انوکھا بینک

دنیا کا ایک ایسا انوکھا بینک بھی ہے جو ہر صبح آپ کے کھاتے میں 86400 مالیت کی رقم ڈال دیتا ہے لیکن یہ بینک ایک دن کا حساب دوسرے دن پر نہیں ڈالتا یعنی محاورے میں ''آج کا کام کل پر مت ڈالو'' پر عمل کرتا ہے۔ حساب روز کے روز کرتا ہے اور اگر آپ نے کچھ بچا دیا تو رات کو آپ کے کھاتے سے واپس لے لیتا ہے۔ آپ کو کیا کرنا چاہئے؟ یقیناً آپ جواب دیں گے کہ سارا خرچ کر لینا چاہئے۔

ہم میں سے ہر ایک کو اس بینک کی سہولت حاصل ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس بینک کا نام کیا ہے؟ اس بینک کا نام ''وقت'' ہے جو ہر صبح آپ کے کھاتے میں 86400 سیکنڈ قرض ڈال دیتا ہے اور ہر رات بقایا جو آپ اچھے کاموں میں خرچ نہ کر سکیں، نکال لیتا ہے بقایا آپ کے پاس نہیں رہتا۔ نہ ہی آپ کو زائد نکالنے کی اجازت دیتا ہے۔ آپ گزرے ہوئے وقت کو حاصل نہیں کر سکتے اور نہ آنے والے کو پہلے سے خرچ کر سکتے ہیں۔ آپ کو اپنا زر آج کا آج خرچ کرنا ہوگا۔ اسے ایسا خرچ کریں کہ یہ آپ کیلئے صحت، خوشی اور کامیابی کا باعث ہو۔ اسے ضائع نہ کریں روز کے روز اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ گھڑی چل رہی ہے ہر سیکنڈ، ہر منٹ، ہر گھنٹہ، ہر دن گزرتا جا رہا ہے۔

☆ ایک لمحہ کی قدر اس شخص سے پوچھیں جو اولمپک میں سونے کا تمغہ حاصل نہ کر سکا۔

☆ ایک سیکنڈ کی قدر اس شخص سے پوچھیں جو ابھی کسی حادثہ سے بال بال بچا ہے۔

☆ ایک منٹ کی قدر اس شخص سے پوچھیں جس نے اپنی ریل گاڑی کو جاتے دیکھا مگر اس میں سوار نہ ہو سکا۔

☆ ایک گھنٹہ کی قدر کسی ہفتہ وار اخبار کے مدیر سے پوچھیں۔

وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ گزرا ہوا کل ماضی بن جاتا ہے۔ مستقبل کیا ہے اس کا کسی کو علم نہیں۔ آج کو حال کہتے ہیں، اسے بے حال مت بننے دیجئے۔

(مرسلہ: فہیم احمد Maintal)

## اجلاسات و اجتماعات واقفین نو

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے بائرن ریجن کے واقفین نو کا چوتھا یک روزہ اجتماع مورخہ 20 اکتوبر کو مسجد المہدی میں منعقد ہوا۔ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے 90% سے زائد حاضری رہی۔ اس وقت ہمارے ریجن میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے واقفین نو کے بچوں کی کل تعداد 65 ہے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بچوں کا عہد دوہرایا گیا۔ ریجنل امیر مکرم محمود احمد صاحب نے افتتاحی دعا کروائی۔ جسکے بعد بچوں اور بچیوں کے درمیان علمی و ورزشی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ ان مقابلہ جات کے دوران محترم ریجنل امیر اور خاکسار کے ساتھ والدین کی ایک میٹنگ کا انعقاد ہوا۔ جس میں والدین کو ان کی ذمہ داری کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی گئی اور والدین کی طرف سے کئے گئے سوالات کے جوابات محترم ریجنل امیر صاحب اور خاکسار نے دیئے۔ اس میٹنگ کے بعد اختتامی پروگرام کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد پوزیشن لینے والے بچوں اور بچیوں میں انعامات تقسیم کئے گئے اور تمام بچوں کو شمولیت کی سند دی گئی۔ آخر میں والدین کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے محترم ریجنل امیر صاحب نے اس بات کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی کہ ایسے تمام والدین جنہوں نے اپنے بچوں کو اس بابرکت تحریک میں شامل کیا ہے۔ ان کیلئے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ کہیں ان کے بچے غلط راستہ پر تو نہیں جا رہے۔ اس کیلئے والدین کو خود ایک نمونہ بن کر اپنے بچوں کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔ تاکہ وہ اپنے بچوں کی احسن رنگ میں تربیت کر سکیں۔

(سید سہیل ظہور، ریجنل معاون سیکرٹری وقف نو)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مورخہ 15 ستمبر 2002ء بروز اتوار کو ریجن ہیسن ڈارم سٹڈ کا ایک روزہ سہ ماہی اجتماع برائے واقفین نو منعقد ہوا۔ افتتاحی تقریب ٹھیک دس بجے شروع ہوئی جسکی صدارت مکرم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ انچارج MTA نے کی۔ تلاوت، عہد اور ترانے کے بعد مکرم مربی صاحب نے افتتاحی خطاب کیا جس میں والدین کو اپنی بنیادی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی جن کا تعلق تحریک وقف نو سے ہے۔ بعد ازاں دُعا کروائی جسکے بعد اجتماع کے دوسرے پروگرام شروع ہوئے جن میں نصاب کا امتحان، تقریری مقابلہ جات، کھیلیں، کوئز پروگرام تھے۔ اس دوران نماز ظہر و عصر کے بعد والدین کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جن میں مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب وقف نو، مکرم ظہور احمد صاحب مربی سلسلہ آف لندن اور مکرم ریجنل امیر صاحب ہیسن ڈارم سٹڈ نے شرکت کی اور والدین کے تمام سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔

اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد سیکرٹری صاحب نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب وقف نو جرمنی نے اختتامی خطاب کرتے ہوئے والدین سے کہا کہ وہ بچوں کی صحیح معنوں میں اس تحریک کے مقاصد سمجھائیں تاکہ ان کو یہ معلوم ہو سکے کہ ہمیں کیوں اس تحریک میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تقسیم انعامات ہوئی اور دعا کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ اجتماع میں 86 بچے 51 بچیاں اور 120 والدین شامل ہوئے۔ لہٰذا کل حاضری 355 رہی، الحمد للہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ریجن Schleswig-Mecklenberg کا اجتماع برائے واقفین نو مؤرخہ 10 اگست 2002ء مہدی آباد میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں 7 جماعتوں سے 36 واقفین نو شامل ہوئے۔ عمومی کارروائی اور دینی پروگرامز کمپیوٹر کے ذریعہ سکرین پر دکھائے جانے کا انتظام تھا جو کہ بہت پسند کیا گیا۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں میں سندات و انعامات تقسیم کئے گئے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ یہ بچے دین و دنیا میں آگے ہی آگے نکلیں نیز متقی ہوں۔

(رپورٹ، کولمبس خان۔ ریجنل امیر)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مؤرخہ 6 جولائی کو جماعت ہنوفر اور جماعت ہنوفرویسٹ کے واقفین نو کا ایک روزہ اجتماع منعقد ہوا۔ قریبی جماعتوں کے واقفینِ نو کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ پروگرام کا آغاز صبح سوا گیارہ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد محترم مولانا منیر احمد صاحب منور، ریجنل مربی سلسلہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں بچوں اور ان کے والدین کو نصائح کیں۔ اس کے بعد تمام واقفین نو سے ان کی عمر کے مطابق نصاب سنا گیا۔ اس کیلئے مختلف گروپ بنائے گئے تھے۔ بچوں نے ماشاء اللہ بہت اچھی تیاری کی تھی۔ محترم مربی صاحب نے بھی بچوں کی تعریف کی اور امتحان کے طریقہ کار کو سراہا۔ کھانے کے وقفہ کے بعد نمازِ ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں۔ پروگرام کے آخر پر بچوں میں چاکلیٹ اور اسناد تقسیم کی گئیں۔ دعا کے ساتھ چھ بجے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں 26 واقفین نو اور 22 والدین نے شرکت کی، الحمد للہ۔ (حافظ عبدالحمید۔ معاون وقف نو)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

### ایک درد ناک حادثہ

مؤرخہ 2 دسمبر 2002 کی صبح خاکسار کے بھائی مکرم رفعت محمود صاحب ہماری بھابھی کی عیادت کرکے فیصل آباد سے واپس لاہور جا رہے تھے کہ آغاز سفر میں ہی مخالف سمت سے آنیوالی ایک بس ان کی گاڑی سے بُری طرح ٹکرا گئی جسکے نتیجہ میں گاڑی میں انکے ساتھ سوار ہماری والدہ، بہن، بہنوئی، بھابھی اور بھائی کی دو کم سن بیٹیاں سب کے سب سات افراد وفات پا گئے۔ اسکے چند روز بعد 7 دسمبر کی صبح ہماری بھابھی محترمہ امۃ الباسط صاحبہ اہلیہ مکرم انعام اللہ ہاشمی صاحب آف فیصل آباد، جن کی عیادت کیلئے یہ مرحومین آئے تھے، بھی وفات پا گئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ سب افراد مکرم قریشی عبداللہ صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے چھوٹے بھائی مکرم قریشی عطاء اللہ صاحب کے اہل وعیال میں سے تھے۔ ہماری بھابھی مرحومہ کی ایک بہن مکرم احسن رشید صاحب Ginsheim کی اہلیہ ہیں۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے نیز ہم پسماندگان کو حوصلہ اور صبر عطا فرمائے، آمین۔

(سید احمد۔ جماعت Husum)